ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

جمیلہ ہاشمی کے ناول "دشت سوس" میں تصوفانہ عناصر کا تجزیاتی مطالعہ

نائلہ شیریں
پی ایچ۔ڈی اسکالر قرطبہ یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور
ڈاکٹر تحسین بی بی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، پشاور

Abstract

Mysticism in urdu literature can be traced back to the origin of urdu itself. It came into urdu literature through Persian literature. Many of urdu authors have presented different topics of Sufism/ Mysticism like spiritual observation, mortality, immortality, peace, tolerance, harmony, Wahdat-ul-Wujood and Wahdat-ul-Shahood etc.All the authors since Deputy Nazeer Ahmad till new generation have included Mysticism in their research. Jameela Hashmi is also one of the renown personality in urdu literature. She has also discussed theory of Wahdat-ul-Wujood written by Mansoor Hilaj in her novel "Dasht-e-Soos". Positive as well as negative aspects of Sufism/ Mysticism are explained very beautifully in it.

Basic purpose of this article is to highlight that Jameela Hashmi has explained the importance of Mysticism and also explained that the relationship between Almighty Allah and human being is the only way of blessings of Almighty Allah in this world and the world hereafter.

Key words: Mysticism, Hormony, Peace, Wahdat-ul-Wujood, Wahdat-ul-shahood .

تصوف کے معنی اور لغوی اشتقاق کے بارے میں دنیا کے ہر مذہب اور ہر دور کے علماء اور محققین مختلف نظریات اور خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر سماجی اور روحانی نظریہ میں تصوف کی تعریف متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوں کہ تصوف ایک بین الاقوامی نظریہ ہے اس لیے اس کے ہر

زبان میں مختلف نام ہیں اردو زبان میں "تصوف" عربی میں ترکی زبان "التصوف" میں "Tasavvuf" جبکہ انگریزی میں Mysticism "کہا جاتا ہے"۔ اسلامیا انسائیکلوپیڈیا میں تصوف کی کچھ اس طرح تعریف ہوئی ہے:

"تصوف عملی طور پر وہ طریقہ حیات ہے۔ جس کا مقصود ذات خداوندی سے بلاواسطہ رابطہ پیدا کرنا صوفیاء کا علم ان کے نفس کی گہرائیوں سے پیدا ہوتا ہے جسے مشاہدے یا کشف کا نام دیا جاتا ہے لیکن اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں چناں چہ جب اسے لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ تو صوفیاء بل کہ حکماء کے لیے بھی یہ الجھن کا باعث بن جاتا ہے اور تضاد پیدا ہو جاتے ہیں۔"1

علی بن عثمان الہجویری تصوف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اہل تصوف کی تین اقسام ہیں۔ صوفی 'متصوف اور مستصوف۔ صوفی وہ ہے جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو چکا ہے اور بشریت سے نکل کر حقیقت میں واصل ہو چکا ہے۔ متصوف وہ ہے جو اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے جدوجہد میں مشغول ہے اور صوفیاء کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مستصوف وہ ہے جس نے دنیا کے مال و دولت اور جاہ و حشمت کی خاطر صوفیا کی شکل اختیار کر لی ہے اور نہ صوفیسے اس کا تعلق ہے اور نہ متصوف سے۔" 2

فرہنگ آصفیہ کے مطابق:

"تصوف خواہشات نفسانی سے پاک ہونا، وہ علم جس کے وسیلے سے صفائی قلب حاصل ہو تزکیہ نفس کا طریقہ، اشیائے عالم کو مظاہر صفات حق لا موجود سمجھ کر مشغولات کا لائق نہ ماننا یا جاننا، مذہب صوفیا۔" 3

ولیم سٹوڈرٹ ((William Stoddard اپنی تصنیف میں لکھتا ہے:

"In Arabic "Sufism" is called "Tasawif"Both words came from suf(wool) a reference to the woolen robe worn by the earliest sufies. "4"

تصوف ایک ایسی عالمگیر حقیقت ہے جو سبھی ادیان عالم کے ظاہر و باطن میں کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ تمام ادیان میں تصوف کا ایک ہی نظریہ ہے۔ یعنی اصلاح باطن، نیکی، سچائی، انسانیت سے بھلائی اور ان کی خدمت ان میں چینی تصوف، بدھ تصوف، ویدانتی تصوف، یونانی تصوف، یہودی تصوف، مسیحی تصوف اور اسلامی تصوف شامل ہیں۔

اردو ادب میں متصوفانہ افکار و اعمال کو ہر دور میں پیش کیا گیا ہے۔ تصوف کو نظم اور نثر دونوں اصناف میں برتا گیا ہے۔ تمام اصناف متصوفانہ عناصر سے بھری پڑی ہیں۔ نثر میں ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر دور حاضر کے ناول نگاروں میں تقریباً سبھی نے تصوف پر بہت کچھ لکھا ہے۔

جمیلہ ہاشمی بھی ایسی ہی کامیاب اور منفرد ناول نگار ہیں جنہوں نے تصوف کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان کا شاہکار ناول "دشت سوس" تصوف کے حوالے سے ادبی دنیا میں ایک شاہکار ناول ہے۔ یہ ناول ء 1983 میں رائٹرز بک کلب لاہور کی جانب سے شائع ہوا۔ "دشت سوس" نثر کے بجائے ایک "غنائیہ" ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے اس ناول میں عباسی عہد کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ تصوف کے مختلف افکار و اعمال کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے یہ ناول تاریخی شخصیت حسین بن منصور حلاج کی زندگی کے روحانی سفر کے ارتقا اور انتہا پر لکھا ہے۔ اس میں حسین حلاج کے کردار اور تعلیمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جمیلہ ہاشمی اس حوالے سے لکھتی ہیں:

"حسین بن منصور حلاج کے متعلق میرے ذہن میں کئی سوالات ابھرے مثلاً وہ کون سے عوامل تھے جس نے اسے دار تک پہنچایا، اور وہ کیا چیز تھی جس کے پیش نظر وہ ہنستا کھیلتا اس منزل تک پہنچ گیا؟ ان سوالوں کا جواب تلاش کرنے کے لئے مجھے اس دور تک کا سفر کرنا پڑا۔ میں نے حسین بن منصور حلاج کے فلسفے کا مطالعہ کیا اور پھر اس تصادم اور ٹکراؤ پر غور کیا جس کے نتیجے میں منصور کی موت واقع ہوئی اور یوں میرے ناول کا خاکہ تیار ہوا۔" 5

"دشت سوس" میں قدامت کے ساتھ ساتھ جدت کا رنگ بھی متصوفانہ ادبی فضا میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس ناول میں سوانحی اور داستانوی عنصر کا عکس نمایاں ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے روحانی، ذہنی اضطراب اور مابعد طبیعاتی تجربات سے ناول کو منفرد بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ ناول میں اسلامی شناخت کے ساتھ ساتھ عجمی متصوفانہ افکار، زرتشتی فلسفے اور ویدانتی ترک دنیا کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

جمیلہ ہاشمی نے حسین حلاج کی اشد ریاضتوں اور نفسیات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ سب سے پہلے حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کے مکتب میں حصول علم کے لیے جاتا ہے۔ وہ خدا کی ذات میں فنا ہونے کا جذبہ رکھتا ہے اور اپنی شدید ریاضت سے اپنے استاد کو بھی حیران کر دیتا ہے۔ اس کی ذات میں تصوف کے روایتی مضامین اور شدت جذب کا بھرپور عکس دیکھا جا سکتا۔ اسے خدا سے محبت تھی اور انسانیت کی عظمت کا احساس تھا وہ انسانوں کو ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کا درس دیتا اور انسان دوستی کو خدا کی محبت سے منسوب کرتا ہے:

"محبت بھی اللہ ہی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ اس کی نگاہ خدا کی نگاہ، اس لیے کہ خدا انہی نگاہوں سے مخلوق کو دیکھتا ہے۔ وہ خود خدائے محبت ہے، روح کی نگاہ اس کی نگاہ ہے اور وہ اشواق اس کے ثبوت ہیں۔ وہ خود ہی محب بھی ہے اور محبوب بھی، محبت کرنے والے میں بھی وہی نگاہ ہے اور معشوق میں بھی وہی کار فرما۔"6

جمیلہ ہاشمی نے حسین حلاج کی ذات میں عجلت اور تیزی کو اس آگ سے تشبیہ دی ہے جو اس کے آباء کا مذہب تھا یہ آگ جو اس کے اندر جل رہی تھی اس کے خون میں شامل تھی وہ عشق حقیقی کی آگ تھی جو خدا کے ساتھ ایسی والہانہ محبت تھی جس میں خود کو فنا کر دینا اور جلا کر رکھ دینا ہی ایک سالک اور صوفی کا کام ہے۔ حسین حلاج کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ آگ اس کے رگ و پے میں کیسے رچ بس گئی تھی۔ جمیلہ ہاشمی لکھتی ہیں:

"آتش پرستی اس کے خون میں رچی بسی تھی۔ اور یہ آگ وہ نہیں تھی جس کو ہم دیکھتے تھے بلکہ یہ وہ آگ تھی جس کے اندر آتش و آب خاک و باد تھی اور یہ حرارت، حرارت عشق تھی اور اس کی حرکت سے لو نکلتی تھی اور وہ عشق حقیقی کی لو تھی۔ حسین نے اپنی ممکنات پر کب غور کیا تھا یہ اس کے اندر کب در آئی تھی یہ لو دیتا ہوا وجود وہ سارے کا سارا آگ کیوں بن گیا تھا۔"7

جمیلہ ہاشمی نے پیروں اور فقیروں کی کرامات کو بھی ناول میں خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ صوفی خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں جس کی بنا پر خدا انہیں ایسی کرامات سے نوازتے ہیں جو عام لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ ان کرامات کا عکس ہمیں ہر مذہب کے صوفیاء میں بخوبی نظر آتا ہے ایسی ہی کرامات ہمیں "دشت سوس" میں بھی کئی مقامات پر نظر آتی ہیں۔ پیر پرستی میں یہ کرامات در حقیقت پیر اور مرشد کا رشتہ مضبوط کرتی ہیں۔ اس ناول میں حسین حلاج میں بھی ایسی ہی کرامات پائی جاتی ہیں جس کی بدولت اسے عام لوگ پیر مانتے ہیں۔ اس سے مریضوں کی شفایابی اور صحت یابی کی درخواست کرتے ہیں اور پانی پر دم وغیرہ کروا کر مریض کو پلواتے ہیں:

"حسین کے ساتھ ایک بھیڑ تھی۔ وہ اس کے ہاتھ چومتے اس کے پاؤں کی خاک کو اکسیر جانتے اور اس سے دعا کے طالب ہوتے تھے وہ اغماض کی کوشش بھی کرتا مگر لوگ۔۔۔۔ اس کے وجود کو سعادت اور برکت کا باعث جانتے قافلے میں جب کوئی بیمار ہوتا تو پانی اس سے دم کروایا جاتا، وہ مرجع خلائق بن گیا تھا۔"8

جمیلہ ہاشمی ناول میں ایک اور جگہ لکھتی ہیں:

"سب لوگ باہر منتظر رہتے اور پھر گھروں کو چل دیتے اور ان کے دکھ درد خود بخود ختم ہو جاتے ہیں"9

جمیلہ ہاشمی " دشت سوس" میں حسین حلاج کی ذات میں تصوف کے روایتی مضامین اور کردار کے ذریعے مراقبات کی فرضیت کو اجاگر کیا ہے۔ حسین حالاج اپنی گوشہ نشینی، عبادات اور مراقبات میں دوسرے لوگوں سے بے حد مختلف تھا۔ حسین حلاج کے غیر معمولی کردار کے حوالے سے اسلوب احمد انصاری لکھتے ہیں:

"حسین بن منصور حلاج ہر حوالے سے ایک غیر معمولی کردار ہے۔ ماحول سے یکسر بے گانہ، حسی کشش اور لذتوں سے کنارہ کش، ذاتی مفادات سے مجتنب، اصول و ضوابط کی پابندی میں سخت گیر، ایثار و قربانی کے جذبے سے مملو اور سرشار، ماوراء سے لو لگانے میں فقید المثال، نفس کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنے والا، ضبط و عمل، قناعت و استغنا، توبہ و استغفار میں لاثانی اور ان سب پر مستزاد ایک تعلیمستعجل۔"10۔

جمیلہ ہاشمی نے منصور حلاج کے صوفیانہفلسفہ عشق کو عمدہ انداز میں بیان کیا ہے اور اس کے عشق جاں سوز کی داستان سنائی ہے۔ اصل عشق صرف عشق حقیقی ہے جس میں اپنی جان کو خدا کی ذات بابرکت میں فنا کر دینا ایک صوفی کا متصوفانہ عشق ہے۔ باقی سب انسان کو منزل سے ہٹا دیتا ہے، جو کہ احمقانہ فعل ہے اور یہی عشق حقیقی دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔

"عشق ایک مزرعِ گلاب ہے۔اس کی پگڈنڈیاں ان کے لیے ہیں جو اشکوں کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔عشق کی نشانیاں،توفیق اور مہربانیاں ان کی منزل ہیں،اور مجبوریاں، غم، خاموشیاور برداشت، کبھی نہ ختم ہونے والا سوز ہمیشگی اور اذیت ناکی اس کی شان ہے۔"11

جمیلہ ہاشمی نے مجذوب ازم کے نظریہ کو بھی واضح کیا ہے کہ صوفی کی زندگی میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں وہ نفی ذات کرتا ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے تصوف کو اضطراب مسلسل اور ایسی بے چینی سے تعبیر کیا ہے جس میں سالک شریعت اور طریقت کے فرق کو مٹا کر اپنے وجود کو خدا کے قرب اور دیدار کے لیے راکھ کر دیتا ہے:

"اسے تو خود میں فنا ہونے مٹ جانے کا شوق تھا۔۔۔۔اسے اپنی ہستی سے اپنے ہونے سے کوئی محبت نہ تھی محبتیں اسی کا مقصود ذات اور مطمع نظر نہ تھیں۔وہ اپنے جذبہ بے اختیار شوق کی بھی نفی چاہتا تھا اور اپنی بھی۔" 12

حسینحلاج کے علاوہ بھی ناول میں بہت سے ایسے کردار ہیں جن سے متصوفانہ عناصر وعوامل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔حضرت سہل بن عبداللہ تستری، حضرت عثمان مکی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی کے علاوہ اور بہت سے ضمنی کردار بھی ہیں۔"دشت سوس" میں ان کرداروں کی تصوفانہ کرامات اور وحدت الوجودی کے مختلف پہلوؤں کی بہترین عکاسی کی گئیہے۔ایسے درویش بھی ہیں جن کو خدا کے سوا کسی کا ہوش نہیں یہ صوفی منش درویش اپنی خانقاہوں میں مراقبوں میں مصروف رہتے ہیں۔وہ اپنے مراقبوں اور نماز میں کوئی فرق نہیں کرتے اگر ہوش میں ہوں تو دوسرے نمازیوں کے ساتھ نماز ادا کر لیتے ہیں ورنہ اپنی سرمستی میں نماز کی ادائیگی کا بھی ہوش نہیں رہتا ان درویشوں کی متصوفانہ خود فراموشی کی ان کی مجذوبیت کا نتیجہ ہے ۔جمیلہ ہاشمی ان درویشوں کی ٹکڑی کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"درویشوں کی ایک ٹکڑی اپنے فرغلوں کو سنبھالتی،ایک انداز مستانہ سے چلتی اپنے نعروں کے خروش کو اپنے سینوں میں دبائے،ملحقہ خانقاہ سے آکر نمازیوں کی صف میں شامل ہوگئی۔یہ غیاب وحضور کی کیفیت سے سرشار عجیب لوگ تھے کہ جب سجدے کے لئے جھکتے تو انہیں اٹھنے کا ہوش نہ رہتا جب اٹھتے تو امام کی آواز سنائی دینے کے باوجود کھڑے رہتے یہ کیسی نماز میں سرشار تھے۔"13۔

ناول کا ایک اور صوفیکردار حضرت سہل بن تستری ہے جو کہ حسین کے استاد ہیں۔بے انتہا بصارت رکھنے والے صوفی ہیں۔ان کی متصوفانہ ریاضتیں ان پر خفیہ واقعات اور حوادث کو ظاہر کر دیتی ہیں،ان کردار کی ریاضتوں کو حسین اس خط کے ذریعے اپنے والد کو بتاتا ہے:

"استاد محترم شب بیداری فاقہ کشی کے عالم میں کرتے ہیں۔ہمیشہ جو کی روٹی سے افطار کرتے اور تین یا پانچ شبانہ روز کا روزہ رکھتے ہیں۔نفس کو سخت سزائیں دیتے ہیں اور کڑی ریاضتیں کرتے ہیں نہ دیوار سے ٹیک لگاتے اور نہ پاؤں پھیلاتے ہیں میں ان کے رسائل کا مطالعہ اکثر کرتا ہوں،عجیب باتیں ان میں لکھی ہوئی ہیں۔استاد کبھی کبھار مجھے اتنی گہری نظر سے دیکھتے ہیں۔۔۔ان کی گہری سوچتی ہوئی میرے اندر دیکھتی ہوئی نگاہیں۔"14۔

جمیلہ ہاشمی کا "دشت سوس" حقائق سے بھر پور ہے۔وہ اس ناول میں دسویں صدی کے عباسی خلافت کے معاشرتی اور ثقافتی مناظر اور اس عہد کی نمایاں شخصیات کے افعال واعمال کا بھرپور عکس پیش کرتی ہیں۔ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں:

"یہ اس شخص کا انجام ہے جس کی "کتاب الطواسین" کے لفظ لفظ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور عشق خداوندی جھلکتا نظر آتا ہے۔موت کے بعد بھی منصور حلاج اور اس کی تعلیمات کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ شاعر معریٰ کے مطابق لوگ دجلہ کے کنارے اس انتظار میں کھڑے رہتے تھے ابھی دجلہ کی لہریں منصور کے جسم کی راکھ کو واپس ان کے سپرد کر دیں گی۔جمیلہ ہاشمی نے اس ناول میں کہیں کہیں تاریخی حقائق سے چشم پوشی کی ہے،تاہم ان کا یہ آخری ناول اردو کے اہم تاریخی ناولوں میں شمار کیے جانے کے لائق ہے۔دسویں صدی کے عباسی خلافت کے دور کو انہوں نے خوب صورت زبان وبیاں کے سہارے دوبارہ زندہ کر دکھایا ہے۔"15۔

متذکرہ سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ادب اور تصوف کا آپس میں گہرا تعلق ہے اسی لئے اردو ناول میں متصوفانہ افکار واعمال میں مذہبی اثرات کی چھاپ نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔مختلف مذاہب کے نظریاتی اختلافات کے باوجود سبھی مذاہب میں تصوف ایک ہی صورت اختیار کرتا نظر آتا ہے۔ اس میں تصوف کے رنگ کا اظہار ہر ادب اور معاشرے میں آج تک جاری اور ساری ہے۔یہ متصوفانہ آثار منفی اور مثبت دونوں رنگوں میں پائے جاتے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

ہیں، تمام ناولوں کے فلسفہ تصوف، کردار اور اشخاص شریعت اور طریقت میں موافقت کی فضا تخلیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انسان کی روحانی تربیت کے لیے مختلف خانقاہوں، آشرم اور راہبانی گرجوں کو بھی ناولوں میں پیش کیا گیا ہے۔ اردو ادب کے ناولوں میں اس کا اپنا ایک الگ مقام ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے خانقاہی نظام کو روحانی تربیت کے لیے اہم درسگاہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ انہوں نے "دشت سوس" میں وحدت الوجودی اور وحدت الشہودی افکار کے انجذاب کو کرداروں کی صورت میں بڑی خوبصورتی سے برتا ہے۔ حسین حلاج بھی اسی وحدت الوجودی نظریے کا قائل ہے۔ اس کے نزدیک فلسفہ وجودیت کا اہم عنصر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے حسین حلاج کو وحدت الوجودی صوفی کے طور پر پیش کیا ہے، وہ بتاتی ہیں کہ وحدت الوجود ہی ایک ایسا نظریہ ہے جو تمام مذاہب کے متصوفانہ فلسفوں کی بنیاد ہے۔

حوالہ جات

1۔ قاسم محمود، سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی: شاہکار فاونڈیشن 1984، ص۔502۔

2۔ سیال، واحد بخش، مترجم، شرح کشف المحجوب، لاہور: الفیصل '2006'ص۔217 تا218۔

3۔ مولوی، سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد اول، لاہور: مکتبہ حسن سہیل، س۔ن، ص۔52۔

4۔William stoddart, sufism, Lahore: Sohail academy

,1981 p. 20

5۔طاہر مسعود، "یہ صورت گر کچھ خوابوں کے"، کراچی: مکتبہ تخلیق ادب,1985، ص۔299۔

6۔جمیلہ ہاشمی، "دشت سوس"، لاہور: فیروز سنز،1988، ص342۔

7۔ایضا-150۔.

8۔ایضا۔ص۔175۔

9۔ایضا۔ص۔290

10۔اسلوب احمد انصاری، "اردو کے پندرہ ناول"، لکھنو، یونیورسل بک ہاؤس،2003، ص۔356

11۔جمیلہ ہاشمی، "دشت سوس" لاہور: فیروز سنز،1988، ص۔06.

12۔ایضا۔-181۔

13۔ایضا۔ص-58۔

14۔ایضا۔ص۔49۔

15۔خالد اشرف، ڈاکٹر، "برصغیر میں اردو ناول"، دہلی: کتابی دنیا،2003، ص-339۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

Refreces in Roman Script

1. Qasim Mehmood, Sayyed,shakar Islam Insaeklo Pedia, Karachi Shahkar. Foudation, 1984, P. 502.
2. Siyal,wahed bakhsh, Mutarjam, Sharah kashaf ul mahjoob, Lahore: al-faisal 2006,p. 217-218.
3. Molvi,Syed Ahmad dehlvi, Farhang e asfiya, jild awal, Lahore:maktaba Hassan Sohail,sannadarad,p. 202.
4. William stoddart,Sufism, Lahore:Suhail academy,1981, p-20.
5. Tahir Masud,Ye sooratgar kuch khwaboon k,Karachi:maktaba takhleeq adab,1985,p- 299.
6. Jamila Hashmi,Dasht e soosthe,Lahore:feroz sons,1988, p- 342.
7. Ayzan,p.150.
8. Ayzan,p.175.
9. Ayzan,p.290.
10. Aslob Ahmad Ansari, "Urdu Kay PandrahNovel", Lakhnao: Universal; book house, 2003, P.
11. Jamila Hashmi,Dasht e soosthe,Lahore:feroz sons,1988, p- 342.
12. Ayzan,p.181.
13. Ayzan,p.58.
14. Ayzan,p.49.
15. Dr Hamid Ashraf,Barr e sagheer main urdu,Delhi:kitabi duniya,2003,p-339.

-